Lesson 5: Al-A'araaf (Ayaat 85 - 102): Day 19 سُوْرَۃُ الْأَعْرَاف کی تفسیر

آج کے سبق کی کچھ آیات آٹھویں پارے کے آخر سے ہیں۔ اور آج کے سبق کا موضوع ہے؛

انسان کو پیش آنے والی مشکلات اور آزمائشیں اور اُن کی وجوحات۔

یعنی ہم پر مشکلات کیوں آتی ہیں؟ کیا اس میں بھی کوئی خیر ہے؟ اور تیسری بات یہ کہ مشکل وقت میں مومن کا روّیہ کیسا ہونا چاہئیے؟ پھر یہ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنا پیغمبر بھیج کر حجّت تمام کر دیتا ہے تو پھر کافر اور سرکش لوگوں کا کیا حال ہوتا ہے۔ کیا اللہ کی نعمتیں انعام ہی ہوتی ہیں؟

کیا نعمتیں بھی انسان کی پکڑ کا ذریعہ بن سکتی ہیں؟ اس سورت میں ہم دیکھتے ہیں کہ جن متکبر لوگوں نے حق کو قبول کرنے سے انکار کیا، جو قومیں رسولوں کی قدر نہیں کرتیں۔ تو پھر کیسے عذاب آتے ہیں؟

رزّق کیسے ملتا ہے؟ اللہ کی بات کا مان کر کس طرح کا رزّق ملتا ہے۔ یہ سوچ اور تدبر والا سبق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قران پاک میں کافی مقامات پر رسولوں اور نبیوں کو تذکرہ کیا ہے۔ ایک ہے
قصص الانبیاء اور دوسرا ہے نباء الرسل۔ جہاں قصص الانبیاء کا ذِکر آئے گا وہاں نبیؑ کا قصّہ یا کہانی ہے۔

یعنی نبی کی سیرت اور حالاتِ زندگی کے مختلف پہلو۔ قرآن پاک میں سب سے بہترین قصہ یوسفؑ کی کہانی ہے۔ اس کا احسن القصص فرمایا گیا ہے۔

جہاں نباء الرسل ہو گا وہاں نبی کی تبلیغ، نبی کے پیغام اور لوگوں کا ردِّ عمل کیسا تھا۔ اس سلسلے میں زیادہ تر عرب میں بھیجے جانے والے چھے نبیوںؑ کا ذِکر ملتا ہے۔ عرب لوگ ان سے آگاہ تھے۔

ابراہیمؑ سے پہلے کے تین نبی کیونکہ اُس وقت شرک زیادہ تھا۔ پھر اگلی قوموں کے قصّے جب نفسانی خواہشات، معاشرتی گناہ عام ہونے لگے تھے۔

ہم آج بھی ہم جنس پرستی، بے حیائی اور زنا کو عام دیکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے ایڈز جیسے مرض آ گئے ہیں۔

آپ دیکھتے ہیں۔ کہ آج لوگ نفس کو خوش کرنے کے لئے زنا تو ایک طرف Gays & Lesbians بن گئے ہیں۔

قومِ شیعب مالدار لوگ تھے۔ تجارت پیشہ تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اللہ کی مان کر امیر نہیں ہو سکیں گے۔ آج کے دور میں ایمانداری سے مالدار نہیں ہو سکیں گے۔ یہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اس پر قران میں پوری سورۃ المطفّفین نازل ہوئی۔

ابراہیمؑ کے تین بیٹے تھے۔ اسماعیل، اسحاق کا نام تو ہم سب جانتے ہیں۔ تیسرے بیٹے کا نام مدیان تھا وہ بی بی قطورہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ حاجرہ اور سارا کا تو ہم سب کو معلوم ہے۔

یہ شہر معان سے ہوتے ہوئے حجاز جانے والے راستے میں آتا ہے۔ یہ قوم جنوب کی طرف خلیج عقبہ، بحیرۂ احمر کے پاس آباد تھی۔ عرب لوگوں کے بچے بھی ان سے واقف تھے۔

مدین کی کہانیاں۔ یہ بستی مٹ چکی تھی۔ عرب لوگوں میں ان کی کہانیاں یاد تھیں۔ آج بھی لوگ pyramids & ruins اور آثارِ قدیمہ کہتے ہیں۔ عربوں کے تجارتی قافلے مصر اور شام جاتے وقت ان راستوں سے گزرتے تھے۔

تباہ شدہ بستیوں پر جانا پسندیدہ کام نہیں ہے۔ ایسی جگہوں سے گزرنا ہو بھی تو جلدی سے گزریں۔

پرانے زمانے میں ایک بڑے بزرگ کے نام پر باقی لوگ اُسی بستی یا قبیلے کے نام پر مشہور ہو جاتے تھے۔ اس وجہ سے مدین کے لوگ ابراہیمؑ کے بیٹے کے نام پر اُسی کی آل کہلائے۔ آلِ مدین کا علاقہ بھی مدین کہلایا۔ جیسے مکہ والے آلِ بنی اسماعیل کہلائے۔ مثال اولادِ یعقوب۔

جب کہیں بھی حالات خراب ہوتے ہیں۔ لوگ کفر اور شرک کرنے لگتے ہیں۔ تو اللہ اچھے لوگوں (دل کے مسلمان) کے لئے ہدایت کا انتظام کر دیتا ہے۔ اسی لئے پرانے وقتوں میں نبیؑ بھیجے گئے اور آج کل مبلغ اور دین پڑھانے اور پھیلانے والے یہ کام کر رہے ہیں۔ مدین والوں کی طرف شعیبؑ کو بھیجا گیا۔

لیکن وہ کافر اور مشرک لوگ جن کے دِل سخت ہو چکے ہوتے ہیں جن میں کوئی اچھائی باقی نہ ہو، اللہ اُن کے طرف اصلاح کرنے والے نہیں بھیجتا۔

شعیبؑ ایک پڑھی لکھی، قابل اور امیر قوم کی طرف آئے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بات کرنے کی بہترین صلاحتیں دی تھیں۔ یہ بہت خوبصورت انداز سے دلائل کے ساتھ مؤثر گفتگو کرتے تھے۔ کہ اُن کا لقب خطیب الانبیاء پڑ گیا۔ جس وقت یہ مدین والون کی طرف آئے تو اُس وقت اُن کی حالت وہی تھی جو موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل کی تھی۔ مدین والے بحث کرتے، بہانے بناتے، اپنے گناہ کی تاویل دیتے۔

قابلِ ذکر بات یہ ہے کہ لوگ اچھائی پر ہوتے ہیں۔ پھر کافر اور شرک کرنے والی قوموں کے ساتھ رہ کر اُن کے اپنے عقائد بھی بگڑ جاتے ہیں۔ اور وہ آہستہ آہستہ کفر اور شرک میں کرنے لگتے ہیں۔

ابتدا میں یہ قوم بھی مسلمان تھی لیکن مدین والے بھی مشرک اور بداخلاق قوموں کے درمیان رہ کر بگڑ چکے تھے۔ آج کے مسلمان بھی کافروں اور مشرکوں کے ساتھ رہ کر خراب ہو گئے تھے۔

ابراہیمؑ کے تقریباً چھ یا سات سو سال تک یہ قوم مشرک لوگوں کے درمیان میں رہی۔ یہ بداخلاق ہو گئے۔ شرک کرنے لگے تھے لیکن اپنے مسلمان ہونے پر فخر کرتے تھے۔ ان میں دو خاص برائیاں یہ تھی کہ وہ شرک کرتے تھے اور تجارتی طور پر بددیانت قوم تھی۔ یہ مالی معاملات میں خیانت کرتے تھے۔ ناپ تول میں کمی کرتے تھے۔

اللہ سبحان وتعالیٰ نے ان کی ہدایت کے لئے شعیبؑ کو بھیجا۔

یاد رکھیں کہ اگر غلطی ہو جائے تو توبہ کریں۔ اللہ کے سامنے شرمندہ ہوں۔ اکڑ کر غرور اور تکبّر کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ اگر گناہوں پر بہانے ڈھونڈنے لگیں اور آگے سے بحث کریں تو اللہ کی رحمت دور ہو جاتی ہے۔

وَاِلٰى مَدۡيَنَ اَخَاهُمۡ شُعَيۡبًا‌ ؕ قَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ‌ ؕ قَدۡ جَآءَتۡكُمۡ بَيِّنَةٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ‌ فَاَوۡفُوا الۡكَيۡلَ وَالۡمِيۡزَانَ وَلَا تَبۡخَسُوا النَّاسَ اَشۡيَآءَهُمۡ وَلَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا‌ ؕ ذٰ لِكُمۡ خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ‌ۚ ﴿۸۵﴾

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ (تو) انہوں نے کہا کہ قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی آچکی ہے تو تم

ناپ تول پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔ اگر تم صاحب ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے (۸۵)

بھائی اس لئے کہا گیا کہ وہ انہی کی قوم میں سے تھے۔ دوسرا اللہ کسی بھی علاقے کے لئے اُنہی کی زبان بولنے والے نبیؑ بنا کر بھیجتا تھا کہ جو اُن کو بات سمجھا سکے۔ communication skills & culturally aware. یعنی نبیؑ اُن کی حالت کو سمجھتے تھے۔ لوگ اُن کو سمجھتے تھے۔

قومِ ثمود کی طرف اونٹنی بھیجی گئی تھی۔ اس قوم کے پاس کھلی دلیل کیا آئی؟

جب پوری قوم برائی میں مصروف ہو اور ایک بندہ اللہ کے رنگ میں نظر آئے۔ ایک بندہ ہدایت پر ہو تو یہ بذاتِ خود ایک بڑی دلیل ہے۔ رسول کی ذات ہے۔

آج کے دَور میں ہر وہ انسان جو صبغۃ اللہ کے رنگ میں نظر آئے۔ جن سے دِورِ صحابیت کی یاد تازہ ہو۔ جو اللہ کے نبیؐ کے اسوہ پر ہو۔ وہ بَيِّنَةٌ ہے۔

بَيِّنَةٌ وہ صحیفے بھی تھے جو شعیبؑ کو اللہ کی طرف سے عطا ہوئے۔ یہ اللہ کی رحمت ہے کہ ہدایت کا انتظام کرتا ہے۔ آپ نے بھی تمام رسولوں کی طرح انہیں توحید کی اور شرک سے بچنے کی دعوت دی اور فرمایا کہ اللہ کی طرف سے میری نبوت کی دلیلیں تمہارے سامنے آچکی ہیں۔ خالق کا حق بتا کر پھر مخلوق کے حق کی ادائیگی کی طرف رہبری کی اور فرمایا کہ ناپ تول میں کمی کی عادت چھوڑو، لوگوں کے حقوق نہ مارو۔ کہو کچھ اور، کرو کچھ، یہ خیانت ہے۔

ہمارے لئے نصیحت۔ کہ جب کوئی بات اچھی لگے تو اُس کو تھام لیں۔ اُس پر جم جائیں۔

ہمارادین دلیل کا دین ہے۔نبیوں نے بھی اللہ کی باتیں کیں۔ کبھی اپنی تعریفیں نہیں کیں۔نبیوں کی شکل وصورت پر بات نہیں ہوئی۔اُن کی تبلیغ اور اخلاق پر بات ہوئی۔

اسلام کی خوبی یہی ہے کہ اللہ کے پیغام پر ہی بات کی گئی۔اسلام پیغام لانے والے کے ساتھ نہیں اللہ کے ساتھ جوڑتا ہے۔۔باقی مذاہب میں یہی ہوُا کہ لوگ پیغام لانے والوں کو پوجنے لگے۔

یہ لفظ الْكَيْلَ مائع چیزوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔جیسے پانی،دودھ،تیل

اور یہ لفظ وَالْمِيزَانَ ٹھوس چیزوں کے لئے مثال،اناج،دالیں،سبزیاں۔

یعنی ناپ تول والی ساری چیزیں۔ناپ تول پورا کرو۔توحید کی بات کے فوراًبعد اصل مسئلے کی طرف آگئے۔برائی سے منع کر دیا۔

عمل کا نقطہ۔ادھر اُدھر کی باتیں کرکے وقت ضائع نہ کریں۔لوگوں سے نہ ڈریں۔ڈائرکٹ مسئلے پر حکمت سے بات کریں۔

دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ لوگوں کو اُن کے حق دیں۔نبیؑ کی بات سنو۔نبیؑ کو عزت واحترام دو۔

حدیث کا خلاصہ:لوگوں کو اُن کے مرتبے اور حیثیت کے مطابق عزت دو۔

تَبْخَسُوا : ب خ س۔کمی کے معنی میں ہیں۔فساد سن کر ہمارے ذہن میں لڑائی آتی ہے لیکن اس قوم کا فساد مالی فساد ہے۔جب لوگ اللہ کے احکام کو بھول کر اپنی مرضی کے قانون لے آتے ہیں۔

تو اللہ کے نظام میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

مثال بکری گھاس کھاتی ہے، بھوک سے مر جائے گی لیکن گوشت نہیں کھائے گی۔

دنیا میں فساد اس لئے پیدا ہوتا ہے جب انسان حلال کو چھوڑ کر حرام کھانے لگتا ہے۔ ہم نے اللہ کے احکام کے خلاف معاشی نظام بنالیا ہے۔ اسی لئے سب لوگ پریشان ہیں۔ لوگ قرضوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ کھانا باسی ہو جاتا ہے۔ تو کھانے میں فساد ہو جاتا ہے۔ عام طور پر کھانے میں وٹامنز ہوتے ہیں۔ جسم کی دیکھ بھال کرنے والے اجزاء ہوتے ہیں۔ لیکن تازہ کھانے کی بجائے باسی کھانا صحت کے لئے نقصان دہ ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کائنات کی ہر چیز میں اللہ کے احکام کے مطابق چلیں گے تو فائدہ ہو گا لیکن جب اپنی مرضی کرینگے تو فساد پیدا ہو جاتا ہے۔

پھر انہوں نے فرمایا: '۔۔۔اگر تم صاحب ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے۔"۔

اس بات کو ایسے سمجھتے ہیں کہ آدمؑ کے زمانے میں انسانیت پیدا ہوئی تھی۔ انسان بچپنے میں تھا۔ اتنی برائیوں کو پتا نہیں تھا۔ پھر انسانیت بڑی ہوتی گئی تو برائیوں کا پتا چلتا گیا۔ جیسے بچپن سے لڑکپن یا ٹین ایجرز والی حرکتیں۔ پھر انسان بلوغت کو پہنچتا ہے۔ اللہ کے نبیؐ کے دَور میں انسان بالغ ہو چکا تھا۔ اللہ کا دین اسلام مکمل ہو گیا۔ شروع کے اَدوار میں برائیاں انسانیت میں آہستہ آہستہ ایک ایک کرکے آرہی تھیں۔ اور اللہ کے نبیؑ بھی آتے گئے اور انسانوں کو ہدایت کا راستہ دکھاتے رہے۔

تم اپنے دَور کے مسلمان ہو۔ ایمان والے ہو یہ بات سمجھ لو کہ اللہ کے احکام کی پیروی ہی میں تمہاری بہتری ہے۔